وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر ولو شاء لھدٰکم اجمعین

چونکہ بر خلاف اس آیت کے مدلول مطابقی و تضمنی و التزامی کہ راہ حق کا اوسط و اقرب و اسہل ہونا ہے بوقت منجملہ شعب اس راہ کے تصوف میں ارباب مختلفہ سے افراط و تفریط اور تطویل و تخلیط اور تضییق و تشبیط ہو گئی ہے ان امور کی اصلاح کے لیے حضرت مولانا اشرف علی صاحب حنفی چشتی کا یہ مفید رسالہ مسمی بہ

قصد السبیل الی المولی الجلیل

جس میں تصوف کے اوسط ہونیکو ایسا دکھایا ہے کہ غلو و فساد عقیدہ کا نشان نہیں ہے اور اقرب ہونے کو ایسا ظاہر کیا ہے جس سے طالبین کی مایوسی کا احتمال مرتفع ہو گیا اور اسہل ہونیکو ایسا نمایاں کیا ہے جس سے کم ہمت اور کم فرصت لوگوں کی بھی ہمت بلند ہوتی ہے ۔

در مطبع بلالی واقع ساڈھورہ طبع شد

GIFT

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ہو المولی الجلیل + وعلیہ منتہی قصد السبیل + والصلوٰۃ والسلام
علی سیدنا محمد نبیہ الذی لیس لہ فی الکمال عدیل + وہو لتلک السبیل خیر دلیل +
وعلی آلہ واصحابہ الباذلین انفسہم واموالہم فی اللہ من کل کثیر وقلیل +
المبلغین الآیات والروایات بعز عزیز وذل ذلیل **اما بعد** یہ چند
ہدایات ہیں جن میں مختصر مگر بہت ضروری کچھ مضامین سلوک کے مذکور ہیں جنکے قلمبند
کرنیکی وجہ صرف یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کی طبیعت میں اسکا مذاق پیدا ہوتا ہے لیکن بعضے تو ناواقفی
طریق سے اغلاط وضلالات میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور بعضے گو اغلاط سے محفوظ رہیں مگر عدم
معرفت مقصود سے ان اشعار کا مصداق بن جاتے ہیں ؎ یک سبد پر نان ترا بر فرق سر
تو ہمی جوئی لب نان در بدر + تا بزانوئی میان جوئے آب + وز عطش وز جوع گشتستی خراب + اس
لئے طریق ومقصود دونوں کی توضیح وتعیین باسہل واخصر وجوہ ضروری سمجھی گئی اسکے قبل ایک
وقت میں بعض صاحبوں نے اسکی فرمایش بھی کی تھی مگر اُس وقت یہ ہیئت ذہن میں آئی تھی اسلئے
عذر کردیا گیا تھا اب اُسکا وقت آگیا ماخذ ان مضامین کا یہ چیزیں ہیں گو ہر مضمون میں تصریح دلیل و
توجیہ استدلال بوجہ تطویل کے ترک کردی گئی کتاب اللہ جل وعلا شانہ سُنت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم تحقیقات ائمہ فن ملفوظات اپنے شیوخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے علوم موہوبہ حق تعالےٰ کے
واللہ تعالےٰ انکو اسکے نام کی طرح اہل سلوک کیلئے مقصود حقیقی تک پہنچنے کا مختصر اور موصل طریق
بنادیں اور مجھ آوارہ کو بھی اچھے ٹھکانے لگادیں وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

ہدایت اول سلوک جسکو عرف میں تصوف کہتے ہیں اُسکی حقیقت یہ ہے تعمیر الظاہر والباطن

یعنی اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ و معمور کرنا ظاہر کو اعمالِ جوارح ضروریہ سے اور باطن کو عقائد حقہ و
اخلاقِ باطنہ مثل اخلاص و شکر و صبر و زہد و تواضع وغیرہا سے اس کا ایک مرتبہ تو یہ ہے اور دوسرا
مرتبہ یہ ہے کہ مرتبہ اولیٰ کے ساتھ ظاہر کو طاعاتِ غیر ضروریہ میں اور باطن کو دوامِ ذکر میں بھی مشغول
کرنا مرتبۂ اولیٰ کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اسکے لئے دو چیزوں کی حاجت ہوگی اس لئے
انکا اہتمام بھی ضرور ہوگا ایک بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا خواہ پڑھکر خواہ علماء سے پوچھ پوچھ کر
اور پڑھنا بھی خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں خواہ اردو میں۔ احقر نے ایک رسالہ بہشتی زیور شایع کرایا
ہے وہ اور رسالہ صفائی معاملات اور تیسرا باب مفتاح الجنۃ کا یہ ضروریات روزمرہ کے لئے کافی ہیں۔
دوسرے علم پر عمل کرنے کی ہمت قوی رکھنا کہ تقاضائے نفس یا ملامتِ خلق سنگ راہ نہ ہو یہ تو مرتبہ
اولیٰ کا بیان ہوا اور دوسرا مرتبہ مندوب ہے اور اکثر عرف میں آج کل اسی کو تصوف اور درویشی کہتے
ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے سے کوئی ضروری طاعت مرتبہ اولیٰ کی فوت یا خلل
پذیر ہو جاوے تو پھر اس میں مشغول ہونا ممنوع و غیر مشروع ہو جاویگا۔ جیسا بعضے نادان کرتے
ہیں کہ بیوی بچوں کو بھوکا ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں۔

ہدایتِ دوم صحیح ترتیب سلوک مرتبہ دوم کی یہ ہے کہ اول گناہوں سے توبہ خالصہ کرے اور
اگر کچھ عبادات واجبہ نماز و غیرہ اسکی فوت ہوئی ہوں تو انکو قضا کرنا شروع کر دے اور اگر اسکے ذمے
کچھ حقوق العباد ہوں تو اُن کے ادا کرنیکے بندوبست میں لگ جاوے یا اہل حقوق سے معاف
کرائے کیونکہ بدون اسکے کہ ان سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کرے اگر عمر بھر بھی ریاضت و مجاہدہ
کریگا ہرگز مقصودِ حقیقی تک رسائی نصیب نہوگی اور توبہ کے ساتھ آئندہ کے لئے بھی قوی عزم رکھے کہ اللہ
و رسول کی اطاعت میں گو نفس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال کا یا جان کا کتنا ہی ضرر ہو اور گو کوئی
نفسانی دنیوی مصلحت کیسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنی ہی ملامت کرے سب برداشت کرینگے
اور اللہ و رسول کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دینگے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ طالب حق نہیں
ہے کیونکہ طالب کی تو یہ شان ہوتی ہے ؎ اے دل آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی۔
بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی * در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں * شرطِ اول
قدم آنست کہ مجنون باشی * جب توبہ و عزم دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدرِ ضرورت

حاصل کرے جیسا ہدایتِ اول میں اُسکا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے۔ **ہدایت سوم** شیخِ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں ۱ بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو ۲ عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو ۳ دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال کا دعوے نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبہ دنیا ہے ۴ کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو ۵ اُس زمانے کے منصف علما و مشائخ اُسکو اچھا سمجھتے ہوں ۶ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم دیندار لوگ اُسکی طرف زیادہ مائل ہوں ۷ اُس سے جو لوگ بیعت ہیں اُن میں اکثر کی حالت باعتبار اتباعِ شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو ۸ وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور اُنکی کوئی بری بات سُنے یا دیکھے تو اُنکو روک ٹوک کرتا ہو۔ یہ نہو کہ ہر ایک کو اُسکی مرضی پر چھوڑ دے ۹ اُسکی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حقتعالےٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو ۱۰ خود بھی وہ ذاکر شاغل ہو کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی جس شخص میں یہ علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہی یا نہیں یا اسکو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہی یا نہیں یا یہ صاحب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم مشیخت یا ولایت میں سے نہیں اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اسکی توجہ سے لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ بھی لوازم بزرگی سے نہیں اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے جو مشق سے بڑھ جاتا ہے غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہی اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیونکہ اسکے اثر کو بقا نہیں ہوتا صرف مرید غبی کیلئے جو ذکر سے اصلا متاثر نہوتا ہو چند روز تک شیخ کے اس عمل کرنے سے اُسمیں ایک گونہ تاثر و انفعال قبول آثار ذکر کا پیدا ہو جاتا ہی یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لُوٹ پُوٹ ہی ہو جاوے۔ **ہدایت چہارم** جب شیخ کامل میسر ہو جاوے اور اُس سے بیعت کا ارادہ کرے تو اول یہ سمجھ لے کہ بیعت سے غرض کیا ہی کیونکہ اسمیں لوگونکی مختلف غرضیں ہوتی ہیں بعضے تو صاحب کشف و کرامت بننا چاہتے ہیں سو ہدایت سوم میں ابھی گذر چکا ہے کہ کشف و کرامت خود شیخ میں ہونا ضرور نہیں تو بیچارہ مرید تو اسکی کیا ہوس کرے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پیر بخشش کے ذمہ دار ہو جاوینگے قیامت میں دوزخ میں نہ جانے دینگے خواہ کیسے ہی عمل کرتے رہو یہ بھی محض غلط ہے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضؓ کو فرمایا ہے یا فاطمۃ انقذی نفسک

من النار بعضے یہ جانتے ہیں کہ پیر صاحب ایک نظر میں کامل کر دینگے ہمکو نہ محنت پڑے گی نہ معاصی کے ترک کا قصد کرنا پڑیگا اگر اس طریق سے کام بن جاتا تو صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو کچھ بھی نکرنا پڑتا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل النظر ہوگا کہیں بطور خرق عادت ایسا بھی ہوگیا ہے لیکن خوارق میں دوام اور لزوم نہیں ہوتا اس بھروسہ پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے بعضے یہ چاہتے ہیں کہ خوب جوش وخروش وشورش ومستی پیدا ہو خوب نعرے لگایا کریں۔ گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں خواہش ہی مٹ جاوے نیک کاموں میں ارادہ ہی نہ کرنا پڑے آپ سے آپ ہوجایا کریں وساوس وخطرات سب فنا ہوجاویں بس ایک عالم محویت کا رہا کرے یہ خیال پہلے سب خیالوں سے پاکیزہ سمجھا جاتا ہے لیکن منشا اسکا بھی ناواقفی ہے یہ امور منجملہ کیفیات واحوال کے ہیں جو اختیار سے خارج ہیں اور گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ایسی خواہشوں میں نفس کا ایک خفی کید ہوتا ہے وہ یہ کہ نفس طالب ہے راحت اور لذت اور شہرت کا ان کیفیات میں یہ سب امور حاصل ہیں طالب رضا کو جسکا کہ مقصود ہونا عنقریب آتا ہے ان خواہشوں سے کیا علاقہ وہ تو بزبان حال یہ کہتا ہے ؎ فراق ووصل چہ باشد رضائے دوست طلب + کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے + دیگر روز ہا گر رفت گورو باک نیست + تو بمان اے آنکہ چوں تو پاک نیست + دیگو بس زبون وسوسہ باشی دلا + گر طرب را باز دانی از بلا + پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے کیونکہ یہ کیفیات یا حاصل ہونگی یا نہ ہونگی۔ اگر حاصل ہوگئیں تب تو بوجہ اسکے کہ یہ شخص اسی کو غایت اور ثمرہ سمجھتا تھا اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگتا ہے اور ان ہی کیفیات پر قناعت کر کے تقوے وطاعات سے بیفکر اور مستغنی ہوجاتا ہے یا کم از کم طاعات کو حقیر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہوئیں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاری امور کا طالب ہوگا ہمیشہ مبتلائے غم وپریشانی رہے گا۔ بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کے عملیات بڑے مجرب ہیں ضرورت کے وقت ان سے تعویذ گنڈے لے لیا کرینگے یا پیر صاحب بڑے مقبول الدعوات ہیں مقدمات وغیرہ میں ان سے دعا کرایا کرینگے اور سب کام اپنی مرضی موافق ہوجایا کرینگے گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے یا ہم خود ان سے ایسی چیز سیکھ لینگے کہ ہم بھی بابرکت ہوجاوینگے کہ ہمارے دم کر دینے سے ہاتھ پھیر دینے سے مریض اچھے ہوجاوینگے

بلکہ ایسے لوگ تمامتر بزرگی کا خلاصہ ان ہی عملیات کو اور اُنکے آثار کو سمجھتے ہیں چونکہ اسکو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ نیت محض دنیا کی طلب ہے اس لئے بالکل فاسد در فاسد ہے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر وشغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ انوار نظر آیا کرینگے یا کچھ آوازیں سنائی دینگی یہ بھی محض ہوس اور نافہمی ہے کیونکہ اول تو ذکر وشغل پر ان آثار کا مرتب ہونا ضرور نہیں اور نہ ذکر وشغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ انوار والوان واصوات بعض اوقات اسی کے دماغ کا تصرف ہوتا ہے عالم غیب کے اشیار میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض اسی عالم کی چیزیں منکشف ہوگئیں تو اسکو کیا فائدہ۔کسی عالم کے منکشف ہونے سے قرب نہیں بڑھ جاتا قرب کے لئے تو طاعات موضوع ہیں بعض اوقات شیاطین کو ملائکہ نظر آجاتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں پھر مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفار کو اُس عالم کے بہت سے حقائق کا انکشاف ہوجاویگا تو جو امر کفار میں بھی مشترک ہو اُس میں کیا کمال ہوا چونکہ امور مذکورہ میں سے صحیح غرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا رضاے حق کو سمجھے جسکا طریق احکام شرعیہ کا بجالانا اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم وتلقین کرتا ہے اور مرید اُسپر کاربند ہوتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضا ہے ظاہر ہوگا اور رضا سے دخول جنّت ولقار حق اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی اور شیخ کی طرف سے اسی کی تلقین کا وعدہ اور مرید کی طرف سے اُسکے اتباع کا عہد یہی حقیقت ہے پیری مریدی کی اور گو یہ تعلیم وعمل بدون بیعت متعارفہ بھی ممکن ہے لیکن خاص طور پر بیعت کرنے میں جبعاً یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہوجاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ ہوجاتا ہے اور یہی حکمت ہے شیخ کی تعیین اور وحدة میں بھی کہ اس سے جانبین کو خصوصیت بڑھ جاتی ہے اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا جب کہ وہ پاس ہو یہ محض ایک عادة صالحہ مستحسنہ ہے اُسی معاہدہ کے تاکد کے لئے اور معاہدہ کا جزو نہیں اسی وجہ سے غائب کے لئے اسکی رسم نہیں اور استحسان اس کا سنت میں بھی وارد ہے چنانچہ مردوں کے لئے ہاتھ میں ہاتھ پکڑنا منقول ہے اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یہ اخذ ید کے قائم مقام ہے۔

ہدایتِ پنجم جب سلوک کا طریق کہ بجا آوریِ احکام ہے اور اُس کا ثمرہ کہ حصولِ رضائے حق ہے معلوم ہوگیا تو اس کے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ طریق مخالف شریعت کے نہیں پس بعض جہال کا یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بایں معنی کہ ایک دوسرے کے مخالف ہے باطل محض وضلالت خالصہ ہے اور اگر کسی مستند عبارت سے اسکا ایہام وشبہہ ہوتا ہو تو اُس کی حقیقت یہ ہے کہ تغائر یعنے اور ہونے کے دو معنے ہیں ایک تعدد دوسرے تخالف وتنافی مثلاً اسلام اور کفر میں تغائر بمعنی تنافی ہے یعنی ایک چیز کو قانون اسلام حرام بتلاتا ہے تو قانون کفر اسکو حلال کہتا ہے اور بالعکس بھی بخلاف احکام متعددہ اسلامیہ کے کہ باہمدگر اس معنی کر اعتبار سے متنافی نہیں لیکن متعدد ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ کے مسائل اور ہیں کتاب الزکوٰۃ کے اور ہیں لیکن یہ نہیں کہ ایک امر کو کتاب الصلوٰۃ میں ناجائز لکھا ہو اور کتاب الزکوٰۃ میں جائز لکھا ہو یا بالعکس پس شریعت اور طریقت میں تغائر بمعنی تنافی کا دعوے واعتقاد تو الحاد وبددینی ہے جیسے بعض جہلار سمجھتے ہیں کہ فلاں بات گو شریعت میں ناجائز ہے مگر فقیری میں جائز ہے نعوذ باللہ منہ البتہ تعدد کا قائل ہونا اُسوقت صحیح ہوسکتا ہے جب شریعت کو افعال جوارح کے ساتھ خاص کرلیا جاوے اور طریقت کو اعمال قلبیہ کے ساتھ مخصوص کہا جاوے تو یہ ایک اصطلاح ہوگی اور اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں اُس وقت کنز وہدایہ وغیرہ کتب فقہیہ کو مسائل شریعت اور احیار وعوارف وغیرہ کتب اخلاق وسلوک کو مسائل طریقت کہنا صحیح ہوگا اور ان میں باہم وہی نسبت ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الزکوٰۃ میں ہے سو اس طور سے تعدد کا کسیکو انکار نہیں اور اگر شریعت کو سب احکام کے لئے جامع کہا جاوے جیسا فقہ کی تعریف میں معرفۃ النفس مالہا وما علیہا کہا گیا ہے اور طریقت کو مرادف تصوف کہا جاوے جس کا عام ہونا تمام احکام ظاہر وباطن کے لئے ہدایت اول میں گذر چکا ہے تو پھر تعدد کے قائل ہونے کی بھی گنجائش نہیں محض تفاوت عنوان ہی کا ہوگا اور جس شخص نے کہا ہے ؎ ع

درکنز وہدایہ نتواں یافت خدارا

وہ مبنی ہے اصطلاح اول پر یعنے احکام خدارا کہ متعلق بہ اصلاحِ باطن ہستند۔

ہدایتِ ششم جب حسب ہدایت چہارم وپنجم غرض اور نیت درست ہوگئی تو اب بعد

بیعت کے اگر وقت اور مہلت میسر ہو تو چندے اُس کی خدمت میں رہے اور اگر اسکی نوبت نہ آوے تو غائبانہ ہی اُسکی تعلیم پر کاربند ہو بلکہ اگر بیعت کے لئے بھی حاضر نہ ہو سکے تو غائبانہ بذریعہ خط یا کسی معتبر آدمی کے بیعت ہو جاتی ہے طرز تعلیم ہر شیخ کا جدا ہے اُسکی تفصیل اس رسالہ میں لکھنا ضرور نہیں لیکن ایک مختصر دستور العمل جو کہ غایت نافع ہونے کے اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوف کہنے کے قابل ہے جو بہت سی خاک بیزی کے بعد ہاتھ آیا ہے اور اصل محرک اس رسالہ کی تحریر کا اسی کا مضمون ہے عام طالبین کے لئے عموماً اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچنے تک کے واسطے اور اپنے دوستوں کے لئے خصوصاً ہمیشہ کے لئے عمل کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالے سے قوی امید کرتا ہوں کہ اسکے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا پھر اگر کسی کا شیخ اسی کو منظور و جائز رکھے تب تو قصد حاصل ہوا اور اگر اور اوراد کار و اشغال کے متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اُسکے موافق کرنا چاہیے۔ البتہ اس میں جتنے امور شرعاً ضروری ہیں اُن میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہر دہ بحالہ رہینگے پس خلاصہ اُس دستور العمل کا یہ ہے کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک ان میں سے یا فکر معاش و حقوق عباد سے فارغ ہے یا مشغول۔ یہ کل چار قسمیں طالب کی ہوئیں ایک عامی فارغ دوسرا عامی مشغول تیسرا عالم فارغ چوتھا عالم مشغول ان میں ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل خاص ہے پس **عامی مشغول کا خاص دستور العمل** یہ ہے کہ وہ اول عقائد و مسائل ضروریہ سیکھے اور بہت اہتمام سے اسکا پابند رہے اور جو نئی بات اُسکو پیش آوے علماء سے پوچھے اور اگر پیر اُسکا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشا کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں بجائے تہجد کے پڑھ لے اور بعد پانچوں نمازوں کے یا جن نمازوں کے بعد فرصت ہو سبحان اللہ سو بار اور لا الہ الا اللہ سو بار اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت استغفار سو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان سے جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عدد کی قید نہیں لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے نہ پھرے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس رسالہ کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہیں اُنکو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے یا سُن لیا کرے اور اُن

عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ متقی بزرگ موجود ہو اُسکے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے میں اسکی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لیکر ہی جانا چاہیے کیونکہ یہ تکلیف خلاف ہے اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسبِ حلال میں مشغول رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا کاروبار خصوص شوہر کی خدمت اُسکے لئے عبادت ہے مگر یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے کہ اُسکا پڑھنا اُس حالت میں درست نہیں۔ اور عامی فارغ کا خاص دستور العمل بھی وہی ہے جو عامی مشغول کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنے امور اور زائد ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کرلے کہ کسی دوسرے پر اسکا بار نہ پڑے اور اگر کوئی انتظام وسامان ظاہری نہ ہو تو اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسے پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کرلے اور اگر ہمت ہو تو اللہ پر توکل کرے مل جاوے کھالے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے خلق سے علیحدہ رہے کسی کے پاس زیادہ آمد و رفت نہ رکھے جب تک کوئی دنیا یا دین کی ضرورت نہو مخالطت نہ کرے اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلاف شرع مثل غیبت وغیرہ کے منہ سے نہ نکل جاوے لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری حاجت و آرام سے بچیں اُس میں خواہ قرآن کی تلاوت مع مناجات مقبول خواہ نوافل خواہ درود شریف خواہ استغفار میں مشغول رہے اور اگر کچھ خواندہ ہو تو تھوڑے وقت دین کی کتابیں بھی جو اُردو فارسی میں ہیں کسی معتبر عالم کو دکھلا کر مطالعہ کیا کرے لیکن جہاں شبہہ رہے اپنی رائے سے مطلب نہ ٹھیرالے کسی محقق عالم سے پوچھ لے اور اگر اُس بستی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود ہوں تو اُن کی خدمت گزاری میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے اس سے قلب میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اور خود بینی سے بھی حفاظت رہتی ہے اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے باقی دونوں قسم کے عامی کو اشغال کی تعلیم نہ کرنا چاہئے کہ اسمیں طرح طرح کے

خطرات ہیں جنکا تحمل عامی سے نہیں ہوتا البتہ اگر اُس میں شوق و استعداد دیکھے تو اسم ذات تین ہزار سے چھ ہزار تک تنہائی میں بیٹھکر پڑھنے کو بتلاوے مگر بدون ضرب و بدون جہر کے اس سے زیادہ مناسب نہیں باقی دوسرے اوراد و نوافل جسقدر جی چاہے پڑھے البتہ اگر کوئی عامی صحبت علمار سے مثل علمار کے خوش فہم ہوگیا ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور عالم مشغول کا خاص دستور العمل یہ ہے کہ اوقاتِ فراغ میں کوئی وقت ایسا جس میں قلب افکار و تشویشات سے کسی قدر خالی ہو اور معدہ نہ پر ہو نہ بھوک کا تقاضا ہو معین کرکے اُسمیں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جسقدر ممکن ہو خلوت میں بیٹھکر اسم ذات یعنے اللہ اللہ با وضو خفیف جہر و ضرب کے ساتھ قلب کو متوجہ کرکے پڑھا کریں اور تہجد کی پابندی کریں اور کسیوقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول کی اصل عربی کی ایک منزل کا التزام رکھیں اور اگر بدرس ہیں فبہا ورنہ ایک معتد بہ وقت تدریس طلبۂ علم دین میں ضرور صرف کیا کریں اور گاہ گاہ جب ضرورت دیکھی جاوے یا سامعین رغبت کریں ضروری احکام کا وعظ کہدیا کریں مگر وعظ میں غیر ضروری مضامین بیان نکریں اور جو ضروری مضمون ہو مگر عوام کی طبیعت کے خلاف ہو اُسکو نہ تو مبہم طور سے کہیں اور نہ خشونت و درشتی سے کہیں بلکہ صاف لیکن نرم کہیں اور وعظ پر اُجرت نہ لیں نہ عوام کے زیادہ درپے ہوں نہ اُنکو سخت کہے کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہوتی ہے اور احیار العلوم وغیرہ مطالعہ میں رکھیں لیکن شیخ سے دور رہ کر شغل نکریں البتہ چندے شیخ کے حضور میں اگر یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی تجویز کرے تو مضائقہ نہیں اور عالم فارغ کا گو برائے چندے ہی فارغ ہو جسکی مدت اقل درجہ چھ ماہ ہیں خاص دستور العمل یہ ہے کہ چند روز جسقدر موقع میسر ہو شیخ کی خدمت میں رہ کر مشغول ذکر رہے اور اُسکے لئے اذکار میں سے اسقدر کافی ہے کہ بعد تہجد کے بارہ تسبیح پڑھے یعنے لا الہ الا اللہ ۲۰۰ بار اور الا اللہ ۴۰۰ بار اور اللہ اللہ بضم ہائے اول و سکون ہائے ثانی ۶۰۰ بار اور صرف اللہ ۱۰۰ بار یہ تیرہ تسبیح ہیں مگر اصطلاح میں بارہ کہلاتی ہیں انمیں خفیف سا جہر اور معتدل ضرب قلب پر کرے مگر جہر مقصود بالذات اور قربت فی نفسہا نہیں ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے اور حدیث جو وارد ہے اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا میرے نزدیک

اسی اعتقاد کی نہی پر محمول ہو اور بعض نے جہر مفرط کو اسکا محمل بنایا ہے جس سے دوسرے لوگ متاذی ہوں مثلاً نائمیں کو تشویش ہو۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے منع فرمانے کی بھی یہی توجیہات ہیں ورنہ جہر فی نفسہ جائز ہے جیسا بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے رفع الصوت بالتکبیر کا علامت انصراف عن الصلوٰۃ ہونا عہد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملک القدوس میں رفع صوت مروی ہے اور حکمت جہر میں یہ سمجھی گئی ہے کہ اسمیں وساوس وخطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے اُدھر متوجہ رہ سکتا ہو سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہو اسی طرح ضرب بھی قربت نہیں ہے اسمیں بھی ایسی ہی حکمت طبیہ ہو وہ یہ کہ حرکت عنیفہ سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور حرارت سے رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں پس ضرب ذریعہ مقصود ہونے سے مقصود بالغیر بن جاتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونے کا ڈر ہے لہذا اعتدال سے تجاوز نکرے یہ تو اسکے متعلق تحقیق علمی ہے اور ایک امر عملی اس میں قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں لیجانے لانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہئے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قوی تھے اسکے متحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدون اسکے متاثر نہ ہوتے تھے اس لئے اُنکو اِسکی ضرورت تھی اب خود ضعف غالب ہے تھوڑے فاعل سے قلب متاثر ہو سکتا ہے اس لئے ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے ماؤف ہونیکا اندیشہ ہی صرف اسیقدر کافی ہو کہ لا الٰہ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً داہنی طرف ذرا حرکت دیدیں اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آئیں اور یہ بھی محض اس لئے ہو کہ بدن کو ایک حالت پر قائم رکھنے میں تکلف اور تقیید ہے اس حرکت سے قدرے سہولت ہو جاتی ہو ورنہ اسکی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو جھٹکا دینے کی ضرورت نہیں صرف مخرج پر آواز کا زور ڈال دینا کافی ہو قرب مکانی کے سبب سینہ پر اسکا اثر پہنچ جاوے گا علے ہذا القیاس بقیہ اذکار میں بھی ضرب تو اسی طور پر کرلے اور تحریک بدن اس سے بھی

کم کافی ہے یہ کلام تمام تر دوازدہ تسبیح کے متعلق تھا اس ذکر کے بعد اگر نیند کا تقاضا ہو ذرا سو جاوے ورنہ خواہ ان اذکار میں سے کسی خاص ذکر کو اور زیادہ کرلے یا یوں ہی فارغ رہے پھر بعد نماز صبح تلاوت قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کے بعد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جسقدر سہل ہو اسم ذات خفیف جہر اور معتدل ضرب سے خلوت میں بیٹھکر کرے اور دوپہر کو قیلولہ کرے پھر بعد ظہر اسی طرح بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جسقدر سہولت کے ساتھ عصر کے قبل قبل ہو جاوے اسم ذات کا ورد کرے اور عصر کے بعد اگر شیخ فارغ ہو تو مغرب تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہے اور اگر فارغ نہو یا وہاں موجود ہی نہو یا اسکے قلب میں زیادہ اشتیاق نہ ہو تو جنگل باغ نہر ندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے اگر شیخ موجود ہو تو اُس سے اجازت لیکر جاوے اور اسی وقت میں کبھی کبھی مقابر عامۂ مسلمین و مزارات اولیاء کرام پر ہو آیا کرے پھر بعد مغرب گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک دلچسپی ہو خلوت میں بیٹھکر مراقبۂ موت وما بعد الموت الی الحساب کا کرے کہ یہ واقعات اس اس طرح ہونگے بلکہ ان وقائع کو کالحاضر فرض کرلے کثرت ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا کی نفرت پیدا ہوگی یہی حُب و بغض اسکا کام بنادینے کیلئے انشاء اللہ تعالے کافی ہونگے اور بقیہ اوقات میں چلتے پھرتے اور اُٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے یا اور جس ذکر سے دلچسپی ہو اور پاس انفاس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ گذرے خواہ کوئی ذکر بھی معمول کرے مشہور معنے اسکی حقیقت نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریق ہے منجملہ اس کے طرق کے پھر اگر اس ذکر کے وقت قلب میں جمعیت و خشوع معلوم ہو اور وہ روزانہ بڑھتی جاوے اور وساوس و خطرات میں کمی ہونے لگے اور دل لگا کرے تب تو میرے نزدیک اشغال کی حاجت نہیں۔ ملازمت تقوے اور یہ ذکر اور یہ مراقبہ بس ہے عمر بھر اسپر مداومت رکھے آخرت میں تو ثمرہ لقینی ہے اور اصل وعدہ عطاے ثمرات کا آخرت ہی میں ہے لیکن دنیا میں بھی اگر اللہ تعالے کو منظور ہوگا تو اسکے قلب پر علوم عجیبہ و معارف جنکے باب میں مولانا کا ارشاد ہے۔

بینی اندر خود علوم انبیا ۔ بے کتاب و بے معید و اُوستا ۔ اور واردات غریبہ ومواجید مثل ذوق و شوق و محبت و انس و ہیبت و انکشاف اسرار احکام و حسن معاملہ

فیما بینه وبین الله اور تنبیه علی ما یصلح للتنبه وامثالها فائض ہوں گے جنکی لذت کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے اور یہ امور حالات کہلاتے ہیں چونکہ اول تو ہر شخص کو جدا حالات پیش آتے ہیں اُن کا احاطہ اور ضبط مشکل ہے دوسرے بعض حالات یا اُن کے متعلق کچھ معالجات ازبس نازک ہیں اس لئے وہ تحریر میں نہیں آسکتے ایسے وقت شیخ کا قریب ہونا مناسب ہے وہی اُن کی تفسیر یا اگر حاجت ہوئی تو معمولات میں کچھ تغیر کرتا ہے ۔ اور منجملہ فوائد صحبت شیخ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے اور دوسرے اور فوائد بھی ہیں جو اس ہدایت کے ختم پر مذکور ہونگے یہی علوم کشف الٰہی کہلاتے ہیں ۔ کشفِ کونی نہ لذت میں اسکی گرد کو پہنچتا ہے نہ قرب میں اُسکو اسکا سا دخل ہے ۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کشفِ الٰہی میں زیادہ تھے اور خضر علیہ السلام کشف کونی میں پھر ظاہر ہے کسکا رتبہ علی ہے رہا یہ کہ اُنکو انکے پاس کیوں بھیجا گیا سو اس میں مقصود اس امر کی تعلیم تھی کہ بولنے میں دقائق کلام کی رعایت واحتیاط رکھا کریں ۔ کیونکہ اُنہوں نے ایک سوال کے جواب میں انا اعلم فرمادیا تھا جو واقع میں علوم مقصودہ کے اعتبار سے صحیح بھی تھا لیکن لفظ کے اطلاق سے ایہام عموم ہوتا تھا اسلئے یہ بات دکھلادی کہ کشفِ کونی میں حضرت خضر علیہ السلام زائد ہیں گو وہ کشفِ الٰہی کے برابر کمال نہو مگر عموم تو منفی ہے اسلئے یہ نفی مدلول کلام بھی ہونا چاہیئے تھا اور اس کشفِ الٰہی والے کے متعلق اگر ارشاد و مشیخت و روحانی تربیت خلق کی ہوجاوے تو وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے ۔ اور کشف کونی والے کے متعلق اگر دنیوی تربیت خلق کی ہوجاوے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے ۔ اور اگر ایک مدت تک ذکر کرنیسے قلب میں یکسوئی وخشوع نہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کرلیا جاوے اشغال بہت ہیں میرے نزدیک انفع اور اسہل شغل انحد ہے اور اچھا وقت اُسکا آخر شب ہے بعد بارہ تسبیح کے لیکن جس نکمے آجکل اکثر اس سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہوجاتے ہیں صرف آنکھیں ویسے ہی بند کرلے اور کانوں کو انگشتِ شہادت سے ذرا زور سے بند کرلے اس سے کان میں ایک صَوت لَاتَقِفُ عِندَحَدٍّ پیدا ہوگی اور غالباً یہی اسکی وجہ تسمیہ بھی ہے کیونکہ اُن لغت ہندیہ میں کلمہ نفی کا ہے یعنی بیحد اور اس آواز کی طرف قلب کو متوجہ رکھے اور زبان سے یا قلب سے

اسم ذات کا ورد رکھے تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گذرے کیونکہ اس صوت میں مشغول ہونا
ذکر نہیں کیونکہ یہ صوت نعوذ باللہ حق تعالےٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا بعض کو دھوکا
ہوگیا ہے بلکہ عالم غیب میں سے کسی مخلوق کی بھی نہیں صرف اسی کے دماغ میں ہوا
بند ہوکر متموج ہونے لگتی ہے باوجود اس کے پھر اُسکی طرف مشغول کرنا صرف اس لئے
تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ صوت محسوس ہے اور لذیذ ہے بلکہ بعض اوقات اُسکے اندر
نہایت دلربا و دل فریب آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ شاغل کو محو کردیتی ہیں اور محسوس ولذیذ
چیز کی طرف متوجہ ہونے سے طبعاً دوسرے خطرات گم ہوجاتے ہیں تو اس سے ذہن کو عادت
ہوتی ہے ایک طرف توجہ تام کرنے کی پھر شغل چھوڑا کر اس توجہ کو مقصود حقیقی کی طرف منصرف
کردیتے ہیں جسکی طرف اولاً متوجہ ہونا بوجہ اُسکے غائب عن الحواس ہونے کے احیاناً محتاج
تکلف تھا الحاصل اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ شغل خود ذکر نہیں البتہ معین ذکر ہے جیسا
گذرا اسی لئے اسکو بدعت نہیں کہہ سکتے کہ مامور بہ کا ذریعہ ہے بلکہ عند التامل سنت سے
بھی اسکی کچھ اصل نکل سکتی ہے چنانچہ نماز میں موضع سجود پر نگاہ رکھنا مسنون ہے اور اُس
میں حکمت بھی نفی خواطر و اجتماع قلب معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔ اور جسطرح اس آواز
کا محل دماغ ہے اسی طرح کبھی دوسرے اشغال میں اور کبھی اذکار میں بھی مختلف الوان کے
انوار جو نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی اکثر صور دماغیہ ہوتے ہیں چنانچہ غیر شاغل بھی اگر اسی طرح
آنکھیں بند کرکے دیکھے تو بعض اوقات اُسکو بھی مختلف رنگ نظر آیا کرتے ہیں اس سے
کبھی دھوکا نہ کھاوے اور نہ ان اشیا کی طرف کبھی ملتفت ہو بلکہ اگر اس سے زیادہ واقعی
غائبات کا بھی کشف ہونے لگے چنانچہ بعض اوقات بوجہ یکسوئی کے ایسا بھی ہوجاتا ہے
تب بھی اصلاً اُدھر متوجہ نہو نہ اُس سے لذت حاصل کرے خواہ وہ مکشوفات ناسوت کے
ہوں یا ملکوت کے لیکن ہیں تو غیر مطلوب بلکہ حسب ارشاد حضرت مرشد علیہ الرحمۃ حجاب ظلمانی
سے حجاب نورانی زیادہ اشد ہے طالب کو سب کی نفی کرنا چاہیئے اور اس مضمون پر نظر
رکھنا چاہیئے۔ ؎ عشق آن شعلہ است کو چوں برفروخت ✦ ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت ✦
تیغ لا در قتل غیر حق براند ✦ در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند ✦ ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت ✦ مرحبائے عشق شرکت

سوز رفت ہ اور اگر شیخ کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اُسکا اتباع کرے لیکن اشغال میں شغل رابطہ و تصور شیخ اور مراقبات میں مراقبۂ وحدۃ الوجود بوجہ اسکے کہ اکثر خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک ہے کما قال تعالے فی الخمر والمیسر اذ کانا حلالین اثمهما اکبر من نفعهما اور ان اذکار و اشغال سے جو وقت بچے اُس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے توجہ قلب کے ساتھ جاری رکھے خواہ درود شریف اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے خواہ استغفار خواہ کلمۂ طیبہ خواہ اور کچھ جس سے دلچسپی ہو اور اِن اوقات میں صرف ذکر قلبی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اس میں اکثر یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ ذہول کی اطلاع نہیں ہوتی یا اس سے بڑھ کر یہ کہ ذہول کو کبھی استغراق و محویت سمجھ جاتا ہے اور دو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت خیال رکھے ایک غفلت جسکا علاج ذکر ہے جیسا ابھی بیان ہوا دوسرے معصیت صغیرہ ہو یا کبیرہ قلب سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے غفلت سے قلب کی نورانیت برباد جاتی ہے اور معصیت سے علاوہ نور قلب فوت ہونے کی مقبولیت عند اللہ بھی زائل ہو جاتی ہے اور یہ بڑا خسارہ ہے اور اگر احیاناً غفلت سے یا نفس کی شرارت سے کوئی معصیت قولی یا فعلی سرزد ہو جاوے فوراً نہایت ندامت اور عاجزی سے استغفار اور توبہ کرے بالخصوص بعض معاصی خصوصیت کے ساتھ زیادہ مضر ہیں اُن سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام رکھے ایک ریا دوسرے کبر اور اسی سے گاہے تفاخر و عجب پیدا ہو جاتا ہے خواہ کمالِ دنیوی پر ہو یا کمال دینی پر تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت یا کسی پر طعن و اعتراض کرنا بلکہ اکثر فضول کلام بھی نورانیت قلب کو مضر ہوتا ہی اور اسی لئے طالب حق کو لوگوں سے زیادہ میل جول کرنا نہ چاہیے مگر بضرورت چوتھے محل نامشروع میں رغبت شہوۃ سے کسی کیطرف توجہ کرنا خواہ آنکھ سے یا دل کے خیال سے پانچویں بیجا یا اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا یا بدخلقی و سختی کی ساتھ کسی سے پیش آنا۔ اسی طرح بعض غفلت بھی خصوصیت کے ساتھ زیادہ مضر ہی یعنی وہ غفلت جسکا سبب دنیوی تعلقات ہوں کیونکہ ایسی غفلت تجدید ذکر سے بھی ختم نہیں ہوگی بار بار قلب اُدھر کشش کریگا۔ اور منجملہ اس دستور العمل کے ایک امر یہ بھی ہی کہ جب تک ایسے شخص کو جسمیں کلام ہو رہا ہے کسی قدر رسوخ و استحکام

کے ساتھ نسبت باطنی نصیب نہ ہو جاوے جب تک نہ تو افادۂ ظاہری میں مشغول ہو نہ افادۂ باطنی پر اقدام کرے یعنے نہ طلبہ کو پڑھاوے نہ عوام میں وعظ کہے نہ مطب کرے نہ تعویذ گنڈہ لکھے نہ پیری مریدی کرنے لگے بالکل زاویۂ خمول میں پڑا رہے الا ان یضطر الی شیٔ من ذلک۔ اور علامت حصول نسبت باطنی کی دو امر ہیں ایک یہ کہ ذکر اور یاد داشت کا ایسا ملکہ ہو جاوے کہ کسی وقت غفلت اور ذہول نہ ہو اور اس میں زیادہ تکلف نکرنا پڑے دوسرے یہ کہ اطاعت حق یعنے اتباع احکام شرعیہ کی عبادۃً و معاملۃً و خلقاً و اقوالاً و افعالاً اسکو ایسی رغبت اور منہیات و مخالفات سے ایسی نفرت ہو جاوے جیسی مرغوبات و مکروہات طبعیہ کی ہوتی ہے اور حرص دنیا کی قلب سے نکل جاوے کان خلقہ القرآن اسکی شان بن جاوے البتہ کسل عارضی یا وسوسہ جسکے مقتضا پر عمل نہو اس رغبت و نفرت کے منافی نہیں اور یہی درجہ یاد داشت اور فرمانبرداری کا جو علامت ہے نسبت باطنی کی حاصل ہے محبت حق کا اور اگر حصول نسبت کے ساتھ کچھ علوم و اسرار بھی قلب پر وارد ہونے لگیں تو یہ شخص عارف بھی کہلاویگا۔ اب بعد حصول نسبت کے درس و وعظ یا تصنیف و تالیف کا مضائقہ نہیں بلکہ یہ خدمت علم دین افضل العبادات ہے اور اگر شیخ تعلیم و تلقین اذکار اور بیعت کرنیکی بھی اجازت دیدے تو بندگان خدا سے یہ افادہ بھی دریغ نکرے لیکن ہمیشہ اپنے کو خادم خلق سمجھے مخدوم نہ سمجھے اور اگر وہ اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ از خود درخواست اجازت کی کرے کہ ہوس محض ہے ایسی رعایتی اجازت معتد بہ نہیں بلکہ بڑے ہونے سے چھوٹا رہنا بدرجہا اسلم ہے البتہ حکم ہو جانے پر خلاف مناسب نہیں ورنہ سلسلہ ہی نہ چلتا لیکن مریدوں سے منتظر و متوقع حصول مال کا نہ رہے بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں تو بیعت کے وقت تو اصلا قبول نکرے کہ یہ صورت معاوضہ و مبادلہ کی ہے اور دوسرے وقت اگر بطیب خاطر حلال مال سے اپنی گنجایش کے موافق دیں جس سے اُن پر کوئی تعب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کر لینا مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دل شکنی مسلم و ناشکری حق تعالیٰ ہے گو وہ قلیل ہی ہو اور گو وہ مجمع میں دے جب بھی عار و ننگ نہ کرے کہ یہ شعبہ تکبر کا ہے۔ یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا۔

اور اس دستور العمل کی عبارت اسوجہ سے ذرا مطول ہوگئی ہے کہ اسکے مخاطب اہل علم ہیں انکو بدون اس قدر تفصیل کے نہ اطمینان ہوتا نہ حظ آتا ورنہ اصل حاصل اُسکا مختصر ہے جسکا ملخص اسلئے مکرر لکھے دیتا ہوں کہ اُسکے اجزا تقریر مذکور میں متفرق و منتشر ہوگئے ہیں اُس ملخص کی یہ فہرست ہے تہجد تہجد کے بعد بارہ تسبیح بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید دو منزل مناجات مقبول تلاوت کے بعد اسم ذات بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک دوپہر کا قیلولہ بعد ظہر اسم ذات بشمار مذکور بعد عصر حاضری خدمت شیخ یا سیر صحرا و مقابر بعد مغرب مراقبہ موت بقیہ اوقات میں درود شریف بلا تعداد اگر حاجت ہو شغل انحد ملازمت تقویٰ مداومت ذکر اجتناب معاصی و غفلت خصوص ریا و کبر و دعویٰ و تفاخر و عجب و غیبت و اعتراض و فضول کلام و کثرت مخالطت خلق و رغبت شہوت حرام و غضب و بدخلقی و تکثیر تعلقات دنیویہ اور جو امور مثل انکے ہوں نسبت باطنی کے حصول تک وعظ و درس وغیرہ کی تقلیل بدون اجازت شیخ کے تلقین طریقت کی جرأت نکرنا غرض میزان کل اور خلاصہ طریق الی اللہ کا کل دو چیزیں ہیں طاعت اور ذکر معصیت سے طاعت فوت ہوجاتی ہے اور غفلت سے ذکر مختل ہوجاتا ہے اس لئے اپنا اصلی کام طاعت و ذکر پر دوام رکھنے کو اور معصیت و غفلت سے بچنے کو سمجھے - اگر ایک مدت تک اسپر استقامت و استدامت رہے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہیگا اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے لیکن اسکی سمجھ میں نہیں آتا ایک وقت ایسا آویگا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبراوے نہ جلدی کرے نہ سُستی کرے نہ کمی کرے کیونکہ اسکی نہ کوئی میعاد معین نہ کوئی ذمہ دار ہوسکتا ہے البتہ اسقدر امید وار کرسکتے ہیں کہ

اندریں رہ مے تراش و مے خراش * تا دم آخر دمے فارغ مباش * تا دم آخر دمے آخر بود
کہ عنایت باتو صاحب سر بود *

اور اگر باوجود اسکے ابتدا میں ذرا زیادہ اور اسکے بعد کبھی کبھی شیخ کی صحبت بھی نصیب ہوجاوے تو نور علیٰ نور ہے اُسکی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اخلاق و عادات میں اُسکا اتباع کریگا اذکار و عبادات میں نشاط اور ہمت کو قوت ہوگی جو حالات غریب پیش آویگا اس نا[illegible] اُس سے تشفی ہوجاویگی اور بہت سے فوائد ہیں جنکا خود مشاہدہ ہوتا ہے موٹی بات - کہ مریض کا طبیب کے پاس ہونا اور دور رہنا دونوں

میں زمین وآسمان کا فرق ہو خوب کہا گیا ہے ۔ ؎ مقام امن ومیٔ بے غش ورفیق شفیق ۔ گرت مدام میسر شود زہے توفیق ۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔

ہدایت ہفتم ذاکر کو چاہئے کہ جمیع اسباب مشوشہ قلب سے بچے کیونکہ جمعیت قلب کی بڑی دولت ہی اور یہ اسباب متعدد ہیں ایک اپنی بے عنوانی سے صحت خراب کرلینا ۔ اس لئے صحت کی بہت حفاظت کرے دماغ کی ترطیب اور قلب کی تفریح وتقویت ہمیشہ غذائً ودوائً کرتا رہے غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف دیبوست ہو جاوے نہ اسقدر افراط کرے کہ ہضم میں فتور آجاوے کہ اس سے بھی صحت خراب ہوتی ہے ۔ جماع کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضاء رئیسہ خصوص قلب ودماغ ماؤف ہو جاتے ہیں جب تک صادق رغبت نہو کھانا نہ کھاوے آدھ ایک لقمہ کے اشتیاق باقی رہنے پر چھوڑ دے اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے اسی طرح سونے میں اعتدال رکھے نہ بہت زیادہ سووے کہ کسل ہو نہ بہت کمی کرے کہ یبوست ہو جاوے دوسرا امر مشوش قلب بلا ضرورت عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں لگا رہنا ہے تیسرا امر ہر وقت اپنے بدن کی آراستگی اور لباس کی نفاست میں مشغول رہنا کہ اسی باب میں کہا گیا ہے ؎ عاقبت ساز د ترا از دیں بری ۔ ایں تن آرائی وایں تن پروری ۔ اے از کمال دین البتہ بالکل میلا کچیلا بھی نہ رہے کہ اس سے بھی قلب مکدر ہوتا ہو سادہ اور صاف رہے البتہ بدون اہتمام اگر خوراک پوشاک عمدہ میسر ہو اور نفس میں کسی رذیلہ کے پیدا ہونیکا اندیشہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے استعمال کرے اور شکر بجا لاوے چوتھا امر مال کی حرص اور اُسکے جمع کرنے کی فکر میں رہنا یا یہ کہ موجودہ ذخیرہ کو اسراف کر کے اُڑا ڈالنا کہ دونوں کا انجام تشویش قلب ہے حریص تو ہر وقت اسی دھن میں رہیگا اور مسرف ذخیرہ ختم ہونیکے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا یا پرائے مال پر نگاہ کریگا پانچواں امر کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست تو اسپر ہجوم کر کے اسکے وقت کو مشوش کرینگے اور دشمن اسکو ایذائیں پہنچا کر پریشانی میں ڈالیں گے اِسی طرح جو امور موجب تشویش قلب ہوں اور فی نفسہ ضروری نہ ہوں اُنسے حتی الامکان بہت احتراز رکھے البتہ اگر کوئی تشویش بلا اُسکے اکتساب وارتکاب کے پیش آجاوے یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کوئی

فعل کیا تھا اور اُس میں کوئی تشویش پیش آگئی مثلاً کسی سود خوار کے ہدیہ لینے سے انکار کیا وہ اسکا دشمن ہوگیا تو وہ مضر نہیں پس اُس میں مضطرب نہو حق تعالےٰ پر نظر و توکل رکھے وہ مدد فرماوینگے اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اسکو مقتضاے حکمت الٰہیہ سمجھکر اسپر راضی رہے وہ اسکے لئے زیادہ موجب قرب ہے۔

ہدایت ہشتم جو امور اختیاری ہیں اُن میں تو خلل نہ ڈالے اور جو امور اختیاری سے خارج ہیں اگر وہ مرغوب ہیں تو اُنکے حصول کے درپے نہو اور اگر وہ نامرغوب ہیں تو اُنکے دفع میں تن دہی نہ کرے مثلاً نماز کے اور تلاوت یا ذکر کے اندر یہ تو اختیار میں ہے کہ اپنے قلب کو گو تکلیف ہو حاضر رکھے جسکے کئی طریق ہیں مثلاً حق تعالےٰ کی ذات کا تصور کرنا یا معانی الفاظ کی طرف توجہ کرنا یا خود الفاظ کی طرف خیال رکھنا اسطرح کہ ہر ہر لفظ کو مستقل ارادہ سے زبان سے ادا کرے پس اس میں تو کمی نہ کرے اور نماز کے اندر یا تلاوت کے وقت جی نہ لگنا یا لذت نہ ہونا یا وساوس وخطرات کا ہجوم کرنا خواہ وہ کتنے ہی ناپاک ہوں یہ امر غیر اختیاری ہے اسکی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام کئے جائے اسی سے بالخاصہ اُنکی اصلاح ہو جاتی ہے بالخصوص وساوس کی طرف تو اصلا التفات نکرے نہ اُسپر مغموم ہو کہ اس سے اُنکو دونی ترقی ہوتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اسکا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف توجہ پھر تازہ کردے اور اُس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کرلے اس سے وہ از خود مندفع ہو جاتا ہے اور مثلاً طاعت اختیاری ہے اُسمیں سستی نہ کرے اور یہ امور خارج از اختیار ہیں۔ اچھا خواب قبول دعا وجد ورقت وغیرہ انکا طالب نہ ہو یا مثلاً معصیت اختیاری ہے اسکے پاس نہ جاوے اور یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں بُرا خواب طبیعت کا انقباض رزق کی کمی ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی اثر محسوس نہونا بیمار ہو جانا وغیرہ انسے مغموم نہو یا مثلاً کسی کے ساتھ بلا قصد تعشق ہو جانا غیر اختیاری ہے اسمیں کوئی معصیت و مضرت نہیں گو تکلیف ہے لیکن یہ امور اختیار میں ہیں اُسکو دیکھنا اُس سے باتیں کرنا قصداً اُسکی آواز سننا اُسکے پاس آنا جانا اُسکا خیال دل میں لانا اُسکو سوچ سوچ کر دل سے لذت لینا انسے بچنا واجب ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی مضمحل ہو جاتا ہے اور اگر اسمیں کوتاہی کریگا گنہگار ہوگا اور قلب تاریک

ہو جاویگا یا مثلاً کسی معصیت کی طرف بار بار طبیعت کا مائل اور راغب ہونا غیر اختیاری ہے اسکی فکر میں نہ پڑے البتہ معصیت اختیاری ہے اُس سے بچے اُس میلان پر عمل نکرے۔ جو شخص غیر اختیاری چیزوں کی تحصیل یا دفع کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اُسکی تشویش و تنگی میں گذرتی ہے حتے کہ بعض لوگوں نے ان وجوہ سے اپنے کو مردود سمجھ لیا ہے پھر بعضوں نے تو خودکشی کر لی ہے اور بعضوں نے ذکر و طاعت کو چھوڑ دیا ہے غرض ایمان کا نقصان کیا یا جان کا بھی۔ اصل یہ ہے کہ امور غیر اختیاریہ میں جو مرغوب ہیں گاہے اُنکا حصول سالک کیلئے موجب فتنہ ہو جاتا ہے مثلاً اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگا عجب و دعوی، یا شہرت میں مبتلا ہو گیا اور اسیطرح عدم حصول کبھی موجب نفع ہوتا ہے مثلاً اپنے کو ناکارہ و حقیر سمجھنے لگا اور جو امور نامرغوب ہیں کبھی اُنکا ہونا اِسکے لئے نافع ہوتا ہے مثلاً اُسمیں مشقت ہوتی ہے جو ایک قسم کا مجاہدہ ہے تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے تصفیہ باطن کا ہوتا ہے ایسے ہی مواقع کیلئے ارشاد ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم البتہ امور مرغوبہ اگر خود حاصل ہو جاویں نعمت سمجھکر شکر کرے جیساکہ عدم حصول کو بھی ایک اعتبار سے جیسا مذکور ہوا نعمت سمجھے اور شکر کرے خوب سمجھ لو۔

ہدایتِ نہم آجکل اکثر درویشوں میں بعض رسوم متعارف ہیں سو بعض تو محض خلافِ شرع ہیں جیسے قبر کا طواف اور اُسپر بوسہ اور اُسپر غلاف ڈالنا یا اُنکی نذر ماننا یا اُن سے کچھ مانگنا اور بعض انضمامِ مفاسد سے نامشروع ہو گئی ہیں جیسے عرس یا سماع یا قل پنج آیت یا مجلس مولد کہ عوام اِن امور کے منع یا ترک کو درویشی کے خلاف سمجھتے ہیں انکے مفاسد کی تحقیق اور بحث مفصل احقر نے اصلاح الرسوم و حق السماع و تعلیم الدین کے حصہ پنجم و حفظ الایمان میں لکھدی ہو اور بعض امور ایسے ہیں کہ اگر انکو داخلِ بزرگی و موجب زیادت قرب سمجھے تو بدعت قبیحہ ہو اور اگر اعتقاد میں کوئی فساد نہو تب بھی محض دنیا ہو جیسے عملیات یا ترکِ حیوانات اور بعضے امور فی نفسہ نیک ہیں اگر اُسمیں فسادِ عقیدہ نہو مثلاً شجرہ پڑھنا کہ حقیقت اُسکی مقبولانِ الٰہی کے ساتھ توسل ہے دعا میں جو سنت سے ثابت ہو لیکن اگر اُس میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے وہ ہمارے حال پر متوجہ رہینگے تو

محض بے سند غلط عقیدہ ہی جو حسب آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علم ممنوع ہے اور مثلاً مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم جامع منقول و معقول اور عارفین کا صحبت یافتہ ہو اُس کیلئے مضائقہ نہیں ورنہ بر ہم زن دین و ایمان ہے اسلئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے مثنوی مولوی رومی دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات جنمیں تحقیقاتِ اسرار یا اُنکے مواجید و احوال ہیں بلکہ ان حضرات کی حکایات بھی نہ دیکھیں یہ سب عام افہام سے خارج ہیں۔

ہدایتِ دہم چونکہ بعض آدمی خواہ مرد ہوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت کی کچھ اصلاح نہیں کرتے اسلئے اسکے متعلق بھی کچھ کچھ ضروری امور لکھتا ہوں باقی مفصل احکام کتب دینیہ میں مذکور ہیں۔

عام مردوں کو نصیحت علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ اُنسے مسائل پوچھتے رہو اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور بہشتی گوہر یا بجائے اُسکے صفائی معاملات و مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو اور اُسپر عمل رکھو۔ لباس خلافِ شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا کوٹ پتلون یا ریشمی یا زر دوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا ... جوتا۔ داڑھی مت کٹاؤ نہ اُسکو منڈاؤ۔ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اُسکا اختیار ہے جتنی رسمیں سُنّت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں سب کو چھوڑو۔ خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے مولد فاتحہ عُرس شادی میں ساچق اور برات اور مہمانداری یا نام کیلئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کیلئے دنیا دلانا عقیقہ و ختنہ و بسم اللہ کے مکتب ... جمع ہونا یہ سب ترک کرو نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تیجا دسواں چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوا یا محرم کو تیوہار منانا نہ خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو۔ میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانے دو ... انکو ایسی بیہودہ باتوں کیلئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا آتشبازی تصویر دار کھلونے وغیرہ زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو کسی عورت یا لڑکے کیطرف بُری نگاہ سے مت دیکھو گانا بجانا مت سنو پیر سے ہر کام کے لئے تعویذ گنڈے مت مانگا ...

قصہ بندہ محمد عبداللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون ضلع مظفرنگر سے طلب کرو ۱۲

بلکہ اُس سے دین سیکھو۔ البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہو تو پیر کے پاس کیا جاویں یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے اُنسے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے تصوف کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ رشوت اور سود مت لو رہن کی آمدنی بھی سود ہے اُس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو خواب پر بدوں مسئلہ پوچھے عمل مت کرو اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو تو اُسکے کام میں حرج مت ڈالو نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اسکا دل تمکو دیکھ دیکھ بٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ جب وہ فرصت پاویں سامنے جاؤ۔ تعلیم الطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے پہلے بھی دیکھ لو جزاء الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منت مت مانو شب برات محرم عرفہ تبارک کی روٹی تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور جیٹھ خالہ یا پھوپھی یا چچا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی باپ ان سب سے خوب پردہ کرو خلاف شرع لباس مت پہنو۔ جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کرتہ جسمیں پیٹ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جسمیں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو لانبی آستینوں کا نیچا اور دبیز کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کرکے سر پر سے مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اُسوقت سر کھولنا ڈر نہیں کسیکو جھانک تاک کر مت دیکھو کہیں بیاہ شادی مونڈن چلہ چھٹی ختنہ عقیقہ منگنی چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسیکو بلاؤ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اول وقت پر پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو ایام سے جب پاک ہو خیال رکھو کسیوقت کی نماز ایام بند ہونیکے بعد رہ نہ جاوے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکہ وغیرہ ہو حساب کرکے زکوٰۃ نکالو بہشتی زیور ایک کتاب ہے اُسکو یا تو پڑھ لو یا سُن لیا کرو اور اُسپر چلا کرو خاوند

تابعداری کرو اسکا مال اُس سے چھپا کر خرچ مت کرو گانا کبھی مت سنو اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کیلئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح معتبر تبلاویں تو خرید و ورنہ مت لو جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

خاص ذاکر شاغل لوگوں کو وصیت اوپر کی نصیحتیں دیکھ لو ہر امر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو اِس سے قلب میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے اگر کسی سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آوے صبر و تحمل کیا کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو خاصکر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اسمیں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی متحقق ہو جاوے کہ اسمیں کوئی دنیوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اُسوقت زبان سے نکالو کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی نہ کرو۔ نہ سُنو کسی صاحب حال پر طعن مت کرو کسی مسلمان کو گو وہ خطا کار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو۔ مال و جاہ کی طمع و حرص مت کرو تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔ دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ بے ضرورت بہت سا سامان مت جمع کرو۔ حتے الامکان خلوت میں رہو بدون ضرورت و مصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ اور بعد رفع ضرورت جلدی اُنسے جُدا ہو جاؤ۔ بالخصوص شناسا دنیا داروں سے بہت بچو یا تو اہل اللہ کی صحبت ڈھونڈھو یا عوام میں نا شناسا لوگوں سے ملو انسے ضرر کم پہنچتا ہے اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو۔ شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو ثمرات ذکر کے بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو۔ اگر تصوف کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلید مثنوی مطالعہ کر لو جبکہ تم معقول و منقول کے جامع عالم ہو۔ سخن پروری کبھی مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی ثابت ہو جاوے فوراً اقرار کر لو۔ ہر حالت میں اللہ تعالٰے پر اعتماد رکھو۔ اُسی سے التجا رکھو۔ اور استقامت کی درخواست کرو والسلام خیر تمام۔

تمت الرسالۃ بحمدہ تعالٰی وکان بدؤھا و ختمہا فی الیومین الاولین من عشرۃ رمضان الاول ۱۳۲۳؁ من الھجرۃ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۵

تالیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ

ضیاء القلوب ...	۳؍	غذائے روح ...	۳؍
گلزار معرفت ...	۲؍	تحفۃ العشاق ...	۱؍
جہاد اکبر ...	۱؍	ارشاد مرشد ...	۱؍
تصفیۃ القلوب ترجمہ اردو ضیاء القلوب	۴؍	درد نامہ غمناک ...	-؍
		کلیات امدادیہ ...	۱۰؍

تالیفات حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدایۃ المعتدی ...	۲؍	سبیل الرشاد ...	۱؍
رسالہ تراویح ...	۱؍	رد الطغیان ...	۱؍
اوثق العریٰ ...	۱؍	—+—	

یہ پانچوں رسالے غیر مقلدوں کے سوالات کے جواب میں

امداد السلوک ...	۴؍	زبدۃ المناسک ...	۳؍
ہدایۃ الشیعہ ...	۳؍	فتوے میلاد ...	۱؍
فتوے نذر احتیاطی	-؍	قطوف دانیہ ...	۱؍
براہین قاطعہ ...	۱۲؍	فتاوے اشرفیہ ہر دو حصہ	۸؍
لطائف رشیدیہ ...	۱؍		۸؍

حضرت مولٰنا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی تالیفات

اصلاح الرسوم ...	۴؍	تعلیم الدین ...	۶؍
کلید مثنوی نصف اول	عمہ	تلخیصات عشر ...	؍
" نصف ثانی	عمہ	بیان القرآن ...	زیر طبع
تکمیل الیقین ...	عہ	سبق الغایات ...	۴؍
مناجات مقبول ...	۵؍	فروع الایمان ...	۲؍
الاقتصاد ...	۲؍	فتاوے اشرفیہ حصہ اول	۳؍
جزاء الاعمال ...	۱؍	" حصہ دوم	۴؍
حق السماع ...	؍	خطاب بلیغ ...	؍
صفائی معاملات ...	۱؍	خطب ماثورہ ...	۱؍
اصلاح ترجمہ دہلویہ	۱؍	شجرہ مع تعلیم الطالب	۱؍
القول الصواب ...	۱؍	حقوق الاسلام ...	۱؍
اعمال قرآنی حصہ اول	۱؍	تصویر المقطعات ...	-؍
" حصہ دوم	۱؍	زاد السعید ...	۲؍
" حصہ سوم	۱؍	تیسیر المبتدی ...	۴؍
اصلاح ترجمہ مرزا حیرت	؍	علاج القحط والوباء	؍
طریقۂ مولد ...	۱؍	حفظ الایمان ...	-؍
تجوید القرآن ...	۱؍	مثنوی زیر و بم ...	۴؍
کرامات امدادیہ ...	؍	کمالات امدادیہ ...	۴؍
مکتوبات امدادیہ ...	۲؍	رونمائے مثنوی ...	؍
تحقیق تعلیم انگریزی ...	-؍	مواعظ اشرفیہ ...	؍
اوراد رحمانی ...	۲؍	القول البدیع ...	۲؍
اصلاح الخیال ...	۲؍	—+—	

بہشتی زیور

یہ رسالہ حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے عورتوں کے لئے خصوصاً اور مردوں بچوں سب کے دین اور دنیا کی اصلاح کے واسطے تالیف فرمایا ہے اس رسالہ کے کل دس حصے ہیں اور ایک تتمہ مسمی بہ بہشتی گوہر ہے جسکو گیارہواں حصہ بھی کہہ سکتے ہیں قیمت بہشتی زیور ہر حصہ ۲؍

بہشتی گوہر

اس میں خاص مردوں کے مسائل ہیں مثل اذان۔ جماعۃ۔ جمعہ۔ عیدین۔ صلوۃ الخوف۔ صلوۃ کسوف۔ خوف۔ صلوۃ جنازہ۔ اعتکاف۔ مسجد کے احکام وغیرہ اور نیز اس میں اُن امراض کے نہایت مجرب مجرب نسخے اور مقوی غذائیں اور دوائیں درج ہیں جو آجکل نوجوانوں میں بلائے عام کی طرح پھیل رہے ہیں جیسے جریان۔ ضعف باہ۔ سرعت انزال۔ کثرت انزال۔ کثرت احتلام۔ سوزاک۔ آتشک۔ فتق۔ حلق وغیرہا۔ قیمت ۴؍

کتب متفرقہ

بہد المقل ہر دو حصہ	۴؍	احسن القریٰ ...	۱۲؍
قصائد قاسمیہ ...	۲؍	فیوض قاسمیہ ...	۱؍
غرائب البیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان	۱؍	دیوان شان وشوکت	۳؍
		تحفۂ لحمیہ ...	-؍

ےٓ مولانا نے ایک نصاب عربی کی تعلیم کا لکھا ہے جس سے تین یا ڈھائی سال میں کافی استعداد و ملکہ قویہ پیدا ہو جاتا ہے
تلخیصات عشر اس نصاب کے رسائل کا مجموعہ ہے۔ ۱۱ مرثیہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی ۱؍

المشتہر محمد عبد اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

تصانیف کا گویا خلاصہ ہے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ارشاد سے اسکا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے قیمت ۱؍ و ۱۲؍